مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کی بابت

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی جو مرزا صاحب کا پیش امام تھا جب مرض الموت میں بیمار ہوا۔ تو مرزا صاحب کو اُس کی صحت کے کئی ایک الہام ہوئے کہ اچھا ہو جائیگا چنانچہ ایک الہام یہ ہی کہ

"آجتک جسقدر الہامات و مبشرات ہوئے تھے اُن میں نام نہ تھا لیکن آج اللہ تعالیٰ نے خود مولوی عبدالکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے" (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲ کالم ۴)

لیکن باوجود اس کے پھر بھی وہ اسی بیماری میں ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مرگیا اور مرزا جی کی بڑے صحت والی سب پیش گوئیوں کو جھوٹی کر گیا + (تفصیل کیلئے مرقع بابت مئی ۱۹۰۵ء ملاحظہ ہو)

خاکسار کے قادیان نہ پہونچنے کے متعلق

کتاب اعجاز احمدی میں مجھکو قادیان پہونچنے کی دعوت دیکر لکھا تھا کہ :۔

"میرا نشان ظاہر ہوگا کہ مولوی ثناءاللہ قادیان میں میرے پاس تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے ہرگز نہیں آئیں گے" (صفحہ ۳۷) (مفصل دیکھنا ہو تو الہامات مرزا ملاحظہ کیجئے) +

مگر افسوس کہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو میں قادیان پر حملہ آور ہوا تو مرزا جی حرم سرا سے باہر نہ نکل سکے میرے قادیان پہونچنے کی رسید خود مرزا صاحب نے کتاب مواہب الرحمان صفحہ ۱۰۹ پر دی ہے لہٰذا یہ پیشگوئی بھی گزشتہ سے زیادہ وقیع نہ نکلی +

خاکسار کی موت کے متعلق آخری فیصلہ

اِدھر آ پیارے ہنر آزمائیں۔
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں۔

پیش گوئی بصیغۂ دعا مرزا صاحب نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کی تھی جسکے الفاظ یہ ہیں آپ لکھتے ہیں :۔

"مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"

بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپکے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود۔ کذاب۔ دجال۔ مفسد کے نام سے

ے دیکھو اخبار بدر ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء و الحکم ...

منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے میں مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے اُن گالیوں اور اُن تہمتوں اور اُن الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپکی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اسکا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں اور خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے **پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں** یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے تو واقف ہے اگر یہ دعوےٰ مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور انکی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی انکو نابود کر

؎ مرزا جی کا یہ آخری فیصلہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار اہلحدیث میں بھی نقل کیا گیا تھا۔ اور ان کے اس

مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یا رب العالمین میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ انکی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور **جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اُس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے** یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷) قول پر کہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ تھا کہ نے ایک نقش کیا تھا کہ آپ کا یہ دعوی قرآن شریف کے بالکل برخلاف ہے قرآن مجید تو کہتا ہے کہ مَنْ کَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا (پ ۱۶ - ع ۶) گمراہوں اور سرکشوں کو خدا مہلت دیتا ہے۔

اشتہار مذکور کسی شرح یا تفسیر کا محتاج نہیں اپنا مضمون صاف بتلاتا ہے کہ ہم دونوں (مرزا اور خاکسار) میں سے جو پہلے مریگا خدا کے نزدیک وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہوگا پھر اس مضمون کو یاد رکھکر مندرجہ ذیل اشتہار پڑھو جو قادیان سے آیا اور ملک میں شائع ہوا اور وہ یہ ہے:-

"الحکم کا یہ غیر معمولی پرچہ ایک ایسی خبر لیکر آتا ہے جس کے سننے کے لئے اس وقت ناظرین شاید تیار نہ ہوں مگر خدا تعالیٰ کے کام اٹل ہیں اور انکی باتیں سچی - خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنے وقت پر آیا اور اپنے وقت پر خدا تعالیٰ کی طرف بلایا گیا ٹھیک اسی طرح پر جس طرح پہلے تمام مامور مرسل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) اب جبکہ مرزا جی اپنی تجویز اور تسلیم کردہ آخری فیصلہ کے اعتبار سے (کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائیگا) مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں گیارہ گھنٹے تک ہیضہ کی مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر پردیس اور غریب الوطنی کی حالت میں اور ذیل کا مصرع زبان حال سے پڑھتے ہوئے ہلاک ہوئے ؎

ع مارا دیارِ غیر میں مجھ کو وطن سے دُور +

تو مرزائیوں پر عجب مصیبت آئی اور وہ حواس باختہ ہو کر بے ٹھکانہ باتیں کرنے لگے اور جب ہمارے اعتراض کا ان سے کوئی جواب نہ بن سکا تو اڈیٹر الحکم نے اپنے ۲۲ جون کے پرچہ میں چلو بھر پانی میں ڈوبتے ہوئے تنکے کا سہارا لیکر اپنا پیچھا چھڑانا چاہا - یعنی ہمیں کہتا ہے کہ تمہارا حق نہیں کہ تم مرزا جی کے آخری فیصلہ سے انکی تکذیب پر استشہاد کرو بلکہ تم اپنا نوٹ ملاحظہ کرو کہ خدا مجنون کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے - اڈیٹر مذکور کی اس بے معنی تحریر پر ہمیں سخت حیرانی اور تعجب آتا ہے اسکی کج بحثی سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ کس کھوپری کا آدمی ہے - وہ ہمارا مذکورہ بالا نوٹ یاد دلا کر مرزا جی کے سارے فیصلے کو خون حیض کی طرح چھپانا چاہتا ہے - مگر جب وہ انکی اس کوشش سے پہلے ہی طشت از بام ہو چکا ہے تو یہ انکی حرکت مذبوحی بالکل بے سود ہے - کیونکہ مرزا جی نے اسی فیصلہ کے اخیر میں لکھا تھا کہ:-

"بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"

یہاں تک کہ ان سب کے سرتاج اور ہم سب کے سید و مقتدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فانی دنیا سے چل گئے۔ اسوقت طبیعت میں سکت اور تاب نہیں جو اس واقعہ وفات کے متعلق زیادہ لکھ سکوں" (الحکم کا غیر معمولی پرچہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

اس فیصلہ سے یہ نہیں کہ میرا اور مرزا صاحب کا کوئی ذاتی مقدمہ طے ہوا ہے بلکہ یہ کہ مرزا صاحب کے دعاوی کی جو میں تکذیب کیا کرتا تھا اس اختلاف کا فیصلہ ہو گیا، کہ میں اس تکذیب میں سچا اور مرزا صاحب اپنے دعاوی میں جھوٹے۔ فالحمد للہ رب العالمین ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں + زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماہ کنعاں کا

میں سنتا ہوں کہ بعض مرزائی یہ وہم کرتے ہیں کہ یہ تو مرزا صاحب نے دعا کی تھی نہ کہ الہام جتلایا تھا اور دعا تو بعض دفعہ انبیاء علیہم السلام کی بھی قبول نہیں ہوئی۔ تو اسکا جواب اول تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اس دعا کی نسبت آپ ہی یہ الفاظ بھی فرمائے ہوئے ہیں کہ جو بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں یوں شائع ہوئے تھے کہ:-

"ثناء اللہ" (مرزا صاحب نے) فرمایا یہ زمانہ کے عجائبات ہیں رات کو ہم جو سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اسکی بنیاد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) اگر اڈیٹر مذکور مرزا جی کے ان آخری الفاظ پر ذرا بھی توجہ ڈالتا اور عقل اور تحمل سے کام لیتا تو اسے بخوبی معلوم ہو جاتا کہ ہمارا یہ نوٹ مرزا جی کی اجازت سے لکھا گیا تھا۔ اور اسے یہ بھی واضح ہو جاتا کہ ہمارا یہ نوٹ مرزا جی کے فیصلے کو کسی طرح مسترد اور منسوخ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ صاف کہہ چکے ہیں کہ جو چاہو میرے فیصلہ کے نیچے لکھو اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں جا چکا ہے تمہارے لکھنے نہ لکھنے سے یہ فیصلہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ پس اڈیٹر الحکم کا یہ شور مچانا بالکل لغو اور سراسر فضول ہے۔ مرزا جی اپنے تسلیم اور تجویز کردہ فیصلہ کی رو سے صریح جھوٹے اور کاذب ہو چکے ہیں، کیونکہ وہ مولوی صاحب کی زندگی اور سلامتی میں ہلاک ہو گئے۔ باقی رہا ہمارا نوٹ وہ ہر طرح صحیح اور سچا اور تمام آیات قرآنی اسکی مؤید ہیں کیونکہ مرزا جی کو بہت دراز اور لمبی عمر دی گئی جسکا مرزا جی کو بھی اعتراف ہے لیکن جب انکی گستاخی اور شرارت حد سے متجاوز ہو گئی تو ملک الموت نے آدبوچا

رکھی گئی ہے ایک دفعہ ہماری توجہ اُس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اسکی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابتِ دعا ہی ہے باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔" (بدر مذکور صٹ کالم ۲)

اِس کلام میں مرزا صاحب نے ایک تو اِس فیصلے کا خدا کے منشا بلکہ اسکی طرف سے ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ دوم قبولیت دعا کو علامت قبولیت خود فرمایا ہے۔ علاوہ اس کے مرزا صاحب کو اپنی دعا پر یہانتک دعوی ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"مجھے بارہا خدا تعالی مخاطب کرکے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنونگا"

(اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء)

مرزا صاحب کو اپنی دعاؤں پر ایسا زور تھا کہ دعا کی ہوئی کو جسکا اثر بھی (بقول آنکی) ظاہر ہو چکا ہو واپس لے لینے کے مدعی ہوتے تھے ناظرین کو اسکی ایک مثال سُناتے ہیں۔

ضلع ہوشیارپور (پنجاب) کے ایک معزز رئیس شیخ مہر علی صاحب مرحوم پر محرم اور دسہرہ کے ایام میں بلوے کا مقدمہ ہوگیا جسمیں شیخ صاحب اور انکے تمام احباب حیران و پریشان تھے ابتدائی عدالت سے سزایاب ہوکر محکمہ اپیل میں رہا ہوگئے اسپر مرزا صاحب نے انکو لکھا کہ میں نے آپکو قبل از مقدمہ ایک خط لکھا تھا کہ آپکے بستر کو آگ لگی اور میں نے اُسپر پانی ڈالا آگ تو یہی مقدمہ تھا اور پانی میری دعا تھی آپ اس خط کی تصدیق لکھ بھیجئے شیخ صاحب نے خط سے لاعلمی ظاہر کی اسپر مرزا جی نے ایک مضمون لکھا جو ضمیمہ رسالہ دافع الوساوس کے ساتھ ملحق ہے اُسمیں آپ شیخ صاحب مرحوم کے حق میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر وہ ایک ہفتہ کے عرصہ میں اپنے خلاف واقعہ فتنہ اندازی سے معافی چاہنے کی غرض سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) ہیں سنت اللہ اور خدائی پکڑ سے۔ یاد نہو تو کان کھولکر سنو خدا فرماتا ہے فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ یعنی جو لوگ ہماری نصیحتوں کو بھُول کر دنیا طلبی میں لگجاتے ہیں ہم ان پر دنیا کی سب چیزوں کے دروازے کھول دیتے ہیں حتی کہ جب لمن جمیزوں سے خوش ہوتے ہیں تو ہم انہیں فی الفور پکڑ لیتے ہیں اور وہ نا امید ہو جاتے ہیں

ایک خط بہ نیت چھپوانے کے نہ بھیجدیں تو پھر آسمان پر میرا اور انکا مقدمہ دائر ہوگا اور میں اپنی دعاؤں کو جو اُن کی عمر اور بحالی عزّت اور آرام کے لئے کی تھیں واپس لے لونگا یہ مجھے اللہ جلشانہ کی طرف سے مقررہ بشارت ملگئی ہے"

اس کے علاوہ سیکڑوں مقامات پر اپنی دعا کے اثرات کو آپنے بطور سند پیش کیا ہے اور بطور اعلان علیہ کے لکھا ہے کہ میری دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے چنانچہ آپکے ماہواری رسالہ ریویو کا اڈیٹر ایک مقام پر لکھتا ہے کہ :-

"حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) دعا کی قبولیت کا ایسا قطعی ثبوت پیش کرتے ہیں جو آج دنیا بھر میں کسی مذہب کا ماننے والا پیش نہیں کرسکتا اور وہ ثبوت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے حضور میں دعا کرتے ہیں اور اس دعا کا جواب پاتے ہیں۔ وہ (مرزا صاحب) مدت سے اس بات کو شائع کررہے ہیں کہ اُنکے منجانب اللہ ہونیکا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ انکی دعائیں قبول کیجاتی ہیں اور اُنکی قبولیت کا ثبوت یہ ہے کہ خدا انکو قبل از وقت ان امور سے اطلاع دیتا ہے" (ریویو بابت مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۹۲)

اِن واقعات کو ملحوظ رکھکر اگر ہم اس فیصلہ کو مرزا صاحب کی صرف دعا ہی سمجھیں اور ۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر کے مضمون سے چشم پوشی بھی کرجائیں تو بھی یہ دعا ایسی نہیں کہ معمولی دعا سمجھی جائے جسکا قبول ہونا نہ ہونا احتمالی ہو کیونکہ ایسے موقع پر جو مقابلہ میں سخت مخالف کے ساتھ تحدّی سے دعا کیگئی ہے اور تمام اُن دعاوی کو صدق کذب کا مدار اسی دعا پر رکھکر خدائے علیم کل سے فیصلہ کی درخواست کی گئی ہے۔ مگر باوجود اس صاف اور صریح فیصلے کے جبکہ ہر ایک دانا کو خطرہ تھا کہ مرزا جی کے مرید مرزا جی کو بیگور وکفن نہ چھوڑ جائیں شاباش ہے ان دام افتادوں کو کہ ابھی تک اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں نہ صرف کھڑے ہیں بلکہ گرے ہوئے اور ڈگمگانے والوں کو کھڑا کرنے کی کوشش کررہے ہیں چنانچہ اخبار بدر قادیان کا اڈیٹر لکھتا ہے کہ :-

"یاد رہے کہ جہاں کہیں حضرت نے ایسا لفظ لکھا ہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو میں ہلاک

ہوجاؤنگا یا کسی مخالف کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤنگا۔ سو آپ کی اس قدر کامیابی کیساتھ زندگی کا پورا ہونا۔ اور آپکے بعد آپکے قائم کردہ سلسلہ کا پوری قوت اور طاقت کیساتھ قائم رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ ہلاک یا فناہ نہیں ہوئے۔ ہاں آپ فوت ہوئے اور آپ کی رفع اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی جیسا کہ پہلے سے پیشگوئی میں درج تھا۔ ہاں ہلاکت کی مثال آپکے مخالفین نے دکھائی۔ جیسا کہ چراغدین جمونی جو مسیح بنتا تھا۔ مگر آج کوئی اسکا نام نہیں لیتا۔ بابو الٰہی بخش جو موسیٰ بنتا تھا مگر آج کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون تھا اور ڈاکٹر ڈوئی جس کے ہزاروں مرید تھے اور جس کے پاس کروڑوں روپیہ تھا حضرت کی پیشگوئی سے ایسا فنا ہوا کہ اسکا نام ونشان مٹ گیا اور یہی ہلاکت ناکامی اور نامرادی انشاء اللہ ان مخالفین پر وارد ہوگی جو اب تک مسیلمہ کذاب کی طرح زندہ ہیں کہ وہ ہلاک ہونگے اور انکا کوئی نام لیوا باقی نہ رہیگا" (بدر ۔ ۴ جون ۱۹۰۸ء ص۵)

جواب ۔ کیا کہنے ہیں ۔ پنجابی کی ایک مثل کہ "بلبل کی لالی نہ گیئ" ، مرزائیوں نے سچی کر دکھائی۔ کیوں نہو نام کے خواہشمندوں کے خیالات ایسے ہی ہوتے ہیں ؎

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام ÷ بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا؟

افسوس! آجتک مرزا صاحب کہا کرتے تھے کہ سوامی دیانند میرے کہنے سے ہلاک ہوا۔ لیکھرام ہلاک ہوا۔ فلاں مولوی ہلاک ہوا۔ فلاں پیر ہلاک ہوا۔ مگر آج معلوم ہوا کہ کوئی بھی ہلاک نہیں ہوا بلکہ یہ صرف مرزا جی کی لفاظیاں تھیں اور کچھ نہ تھا ورنہ اگر یہ لوگ ہلاک ہوئے ہوتے تو (بقول اڈیٹر) انکا نام اور مشن دنیا میں کیوں قائم رہتا۔ کیا سوامی دیانند یا پنڈت لیکھرام کا نام اور مشن ہندوستان سے اٹھ گیا۔ کیا آپکے مخالف علماء مرحومین کا نام اٹھ گیا افسوس کہ ڈاکٹر ڈوئی جو سات سمندر دور ہے اسکو یہاں کون جانے اور کون بتلا سکے کہ اسکا دعویٰ کیا تھا اسکے مرید کون اور کتنے لوگ تھے اب انکا کیا حال ہے بلکہ ہم ہندوستانی تو ڈوئی کے نام سے واقف ہوئے ہیں تو تمہاری ہی روایت سے جو بحکم قرآنی اِذَا جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا تحقیق طلب ہے۔ اس ملک کی مثال کیوں پیش نہیں کرتے کہ آریہ سماج کے

ل بھی ہو تو اس پیشگوئی کا پورا حوالہ دو۔ ورنہ جھوٹے کی سزا لعنت سے ڈرو (مرقع)

گرو اور پنڈت تمہاری پیر مغان کے کہنے سے ہلاک ہوئے مگر اُنکا مشن اور نام آجتک اُن کے معتقدین میں عزت کے ساتھ روشن ہے - چراغ الدین جموی کو پہلے بھی کوئی نہ جانتا تھا جیسا وہ ایک معمولی آدمی تھا ویسا اُسکو اب بھی جانتے ہیں بلکہ اُس سے زیادہ - عیسائیوں کے رسالہ تجلی میں ہمیشہ اُس کے نام کا عنوان چراغ دین قائم کر کے زوردار مضامین لکھے جاتے ہیں - بابو الٰہی بخش مرحوم بھی جس حیثیت کے تھے اب بھی وہ اپنے احباب میں ویسے ہی نام لئے جاتے ہیں - شمس العلماء مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی قدس اللہ سرہ اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی ویسے ہی عزت کے قابل سمجھے جاتے ہیں بلکہ زندگی سے زیادہ - پھر نہیں معلوم اس قسم کی باتیں بنانے سے بجز روسیاہی کے اور کیا فائدہ - افسوس یہ لوگ خدا سے لڑتے ہیں خدا کے فیصلے کو غلط کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں مرزا صاحب کی مقبولہ دعا کو گویا مردود بتلاتے ہیں - بغور دیکھا جائے تو یہی ایک دعا ہے جو مرزا صاحب کی تمام عمر میں قبول ہوئی ہے - باقی تو اللہ اللہ اور خیر سلا -

مرزائی دوستو! آؤ اب تمہیں بتلا دیں کہ یہ اصول ہم نے ایجاد نہیں کیا بلکہ اس کے موجد بھی مرزا صاحب ہی ہیں - آپ لوگوں کو یاد ہو گا کہ اعلیحضرت مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری اور مولوی اسماعیل صاحب علی گڈھی کی نسبت کیا لکھا کرتے تھے - ہم چند ایک حوالے تمکو بتلا کر ایک مقام کی عبارت بھی نقل کرتے ہیں -

اربعین نمبر ۳ صفحہ ۹ - ۱۱ - اتمام الحجۃ علی المخالفین صفحہ ۶ اشتہار انعامی پانسو صفحہ ۶ - ۷ - ۱۰ لیکچر لاہور ۱۹۰۴ء صفحہ ۴۲ وغیرہ - ان حوالجات میں سے ایک مقام کی عبارت ہم نقل کرتے ہیں بغور سُنئے! مرزا صاحب لکھتے ہیں :-

"مولوی غلام دستگیر قصوری نے کتاب تالیف کر کے تمام پنجاب میں مشتہر کر دیا تھا کہ میں نے یہ طریق فیصلہ قرار دیدیا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائیگا تو کیا اسکو خبر تھی کہ یہی فیصلہ اس کے لئے لعنت کا نشانہ ہو جائیگا اور وہ پہلے مر کر دوسرے ہم مشربوں کا بھی منہ کالا کریگا اور آئندہ ایسے مقابلات میں انکے منہ پر مہر لگا دیگا اور بزدل بنا دیگا" (اشتہار انعامی پانسو صفحہ ۲)

ناظرین! غور کیجئے کہ کس شان و شوکت سے اس اصول سے کام لیا جاتا ہے و سنئے!

یہ مولوی اسماعیل نے صفائی سے خدا تعالیٰ کے روبرو یہ درخواست کی کہ ہم دونوں فریق میں سے جو جھوٹا ہے وہ مرجائے سو خدا نے اسکو ہی جلد تر اس جہان سے رخصت کر دیا اور ایسی فات یافتہ مولویوں کا ایسی دعاؤں کے بعد مرجانا ایک خداترس مسلمان کیلئے تو کافی ہو مگر ایک پلید دل سیہ دل

مرزائی دوستو! میرا بھی حق ہے یا نہیں کہ میں بھی مرزا صاحب ہی کے مقررہ اصول سے کام لوں اور آپکی تحریر کو ان لفظوں میں ادا کروں کہ:-

مرزا صاحب کا ایسی دعاؤں کے بعد مرجانا ایک خداترس مرزائی کے لئے تو کافی ہے مگر ایک پلید دل۔ سیاہ باطن۔ دنیا پرست۔ ہٹ دھرم۔ ضدی۔ ناخداترس کے لئے ہرگز کافی نہیں۔

قادیانی کرشن چیلو! ؎ کہو جی کون دھرم ہے؟

کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو بات خود کہتے ہیں جو اصول خود مقرر کرتے ہیں جب مخالف اس سے کام لیتا ہے تو ادھر ادھر جھانکتے ہیں اور یوں دیکھتے ہیں کالذی یغشیٰ علیہ من الموت

مرزائیو! ؎ آنچہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند۔

اطلاع۔ ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ مرزا صاحب نے جو مولوی غلام دستگیر اور مولوی اسماعیل مرحومین کی طرف یہ نسبت کیا ہے کہ انہوں نے یہ دعا کی تھی کہ جھوٹا پہلے مرے۔ یہ واقعی کی ہوگی ہرگز نہیں بالکل جھوٹ محض کذب ہے۔ ہم اسکے ثبوت دینے کے لئے انعامی اشتہارات بھی شائع کر چکے ہیں لیکن آجتک کسی مرزائی یا خود مرزا صاحب نے اس طرف رخ تک نہیں کیا۔ باوجود جھوٹ اور محض کذب کے پھر اتنا حوصلہ کہ ہر ایک تحریر میں اسی اصول کو پیش کیا جاتا تھا۔ لیکن جب خود اس اصول کی زد میں آئے اور اپنی منہ مانگی موت میں پھنسے تو خود تو چل بسے۔ مگر مریدان باوفا کو ایسی آفت میں پھنسا گئے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن خدا کی شان کہ مرزا صاحب نے جو میرے لئے مانگا تھا بغیر میری کسی کوشش کے انہی کے پیش آیا اللہ اکبر یہی مضمون ہے اس شعر کا ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں + لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

چنانچہ یہ مضمون لکھا گیا تھا کہ اخبار بدر مورخہ ۱۳ جون ۱۹۰۸ء ہم کو [illegible]
فیصلہ کی نسبت ایک وجواب نکلا ہے جس سے مرزائیوں کی حرکت مذبوحی کا پورا پورا
ثبوت ملتا ہے ناظرین اسے بغور پڑھیں۔ (ایڈیٹر بدر لکھتا ہے کہ)

مولوی ثناء اللہ کے متعلق حضرت اقدس نے کوئی پیشگوئی نہیں کی تھی۔ ان آپ نے اس کے حق
میں دعا کی تھی سو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق انتظام میں دعا کو
قبول کریگا اور اس کے آثار ظہور میں آویں گے ثناء اللہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیگا اور ضرور
پہنچیگا۔ اس موقع پر اس امر کو بھولنا نہیں چاہیے کہ حضرت اقدس نے کبھی اور
کسی جگہ اپنی حیات یا وفات کو معیار اپنی صداقت یا کذب کا قرار نہیں دیا بلکہ ہمیشہ
سے اپنے لفظ لکھ کر جو کاذب ہوگا وہ ہلاک ہوگا وہ ذلیل ہوگا سو ظاہر ہے کہ حضرت کبھی
ہلاک ہوئے اور نہ ذلیل ہوئے کیونکہ ان کا سلسلہ اسی طرح موجود ہے آپ کی تعلیم کردہ بنیاد
مستحکم کھڑی ہے۔ ثناء اللہ خود اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء میں لکھتا ہے کہ یہ دعا کسی
صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا
ہے پس جب اس نے فیصلہ کی دعا منظور نہ کی تو خود ہی جھوٹا ثابت ہو گیا (ورنہ)

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جس کا مطلب ہے کہ بے حیا
باش ہرچہ خواہی کن۔ ہم حیران ہیں کہ ایسی تحریروں کا ہم کیا جواب دیں۔

او مرزائیو! خدا سے ڈرو یہی وہ نشان ہے جو تمہارا نبی لایا تھا جس کے ذریعہ تم [illegible]
اسلام کو [illegible] کیا یہی وہ [illegible] ہے جو حضرات انبیاء علیہم السلام [illegible]
جیسے [illegible] تمہارا نبی لایا تھا۔ کیا یہی وہ معیار نبوت ہے جو تم ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ [illegible]
جو [illegible] قادیانی [illegible]۔ اللہ اکبر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء [illegible]
[illegible] نہیں [illegible] ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء [illegible] ہو کر یہ فیصلہ کی طرف
سے [illegible] ثناء اللہ نے اس فیصلہ کی دعا منظور نہ کی تو خود ہی جھوٹا ثابت
ہوا [illegible] منظوری کی بھی حاجت ہے [illegible] خداوند تعالے
[illegible] گمان ہوتا ہے کہ تم بھی [illegible]

کو مانتے ہو نہ خدا کو مگر نام لیوا تو ہو اس لئے قرآن کا حوالہ پیش ہے غور سے سنو! وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ یعنی خدا جو چاہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے برگزیدہ کرتا ہے لوگوں کا اُس میں کوئی اختیار نہیں۔

کیا دجال اکبر نے یہ دعا کرتے وقت مجھ سے پوچھ لیا تھا کہ تم اسے منظور کرتے ہو یا نہیں؟ یا اس ساری اشتہار میں کہیں کوئی ایسی شرط بھی لگائی تھی جسکا یہ مضمون ہو کہ میری منظوری پر یہ فیصلہ موقوف ہے۔ کیا ہوا گو تم لوگ آجکل مخبوط الحواس ہو رہے ہو مگر تماتو سمجھو کہ دنیا تو حواس باختہ نہیں کہ تمہاری باتوں کو جانچینگے نہیں۔

مرزائی دوستو! ؎

آخر بشر کیواسطے کچھ شغل چاہئے ✤ کیا کیجئیگا اس ستم ناروا کے بعد

باقی تمہارا یہ کہنا کہ دجال اکبر نے اپنی وفات یا حیات کو مدار صدق و کذب نہیں بنایا اس کا کذب خود اشتہار دیکھنے ہی سے ظاہر ہو سکتا ہے لہذا ناظرین تکلیف فرما کر اشتہار مذکور صفحہ ۳۸ کتاب ہذا پر دوبارہ بلاحظہ فرمادیں۔

مرزا صاحب کی اپنی زندگی اسّی سالہ

مرزا صاحب کو خدا نے کہا تھا کہ :-

"میں تجھے اسّی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دونگا۔ (تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۳)

اس کم یا زیادہ کی تفسیر مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی میں صاف یوں کردی ہے کہ :-

"اسّی یا اُس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم" (صفحہ ۹۶)

اس الہام کی صفت مہملہ سے قطع نظر کرکے بھی دیکھا جائے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی عمر کم از کم پچھتر برس کی ہونی چاہئے تھی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنی ہی تحریر کے مطابق بھی پینسٹھ سال کی عمر میں مرے ہیں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ :-

؎ کیا جامع کلام ہے کہ ٹھیک پتہ ہی نہیں۔ تین صورتوں میں عمر کی تفہیم کی گئی ہے۔ اسّی۔ یا کچھ زیادہ یا کچھ کم۔ مرزائیو! کیا عالم الغیب خدا کے الہام ایسے ہی ہوا کرتے ہیں؟ (ایڈیٹر)

"یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آ پہونچا۔ تب خدائے تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے" (تریاق القلوب ص۶۸)

اسی مضمون کو آپنے ازالہ اوہام طبع اوّل کے صفحہ ۱۸۶ پر لکھا ہے کہ میں چودھویں صدی کے سر پر آیا ہوں بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ میرے نام کے اعداد بھی پورے تیرہ سو ہیں اس لئے میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں (بہت خوب چشم ما روشن دلِ ما شاد) اس حساب سے مرزا صاحب کی عمر پینسٹھ سال چند مہینے ہوئی کیونکہ آجکل سنہ ۱۳۲۶ ہجری ہے یعنی چودھویں صدی کے چھبیس سال پورے ہو کر چوتھے مہینے (ربیع الثانی) میں مرزا صاحب کا انتقال ہوا۔ تو اس سے کیا نتیجہ نکلا۔ ہمارے کہنے کی حاجت نہیں ناظرین خود ہی سوچ لیں۔ ہم سے سننا چاہیں تو ہم اپنا عندیہ اِن لفظوں میں تبلادینگے کہ ؎

رسولِ قادیانی کی رسالت ❊ جہالت ہے جہالت ہے جہالت

بدر کے اڈیٹر نے محض اٹکل پچو باتوں سے مرزا کی عمر ۷۰ سال تک پہونچا کر اسی سالہ پیشگوئی کو سچا کرنے کی کوشش کی ہے مگر مرزا صاحب کے اپنے مکتوبات اور ملفوظات صریحہ کے مقابلہ پر کون دانا ہے کہ اٹکل پچو باتوں کو مانے؟

مرزا صاحب کی نامرادیاں

مرزا صاحب کی نامرادیاں شمار کی جائیں تو ایک دفتر بنتا ہے مگر ایک دو مثالیں ناظرین کو تبلاتے ہیں۔

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکھنے کا ارادہ کیا جسکے اشتہارات چورن فروشوں کی طرح بڑے زور و شور سے دئے بلکہ مسلمانوں کی غریب قوم سے زرکثیر بھی بٹورا لیکن آجتک اس وعدہ کو پورا نہ کیا۔ اور نہ خریداروں کا روپیہ واپس کیا۔

دوسری نامرادی جو آپکے دعوے نبوت پر بھی صدمہ لاتی ہے منارۃ المسیح کی تعمیر ہے جسکا نقشہ مع ضروری امور کے یہ ہے جو آپ نے لکھا تھا کہ:۔

"اب اس (قادیان کی بڑی) مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے وہ یہ ہے؟

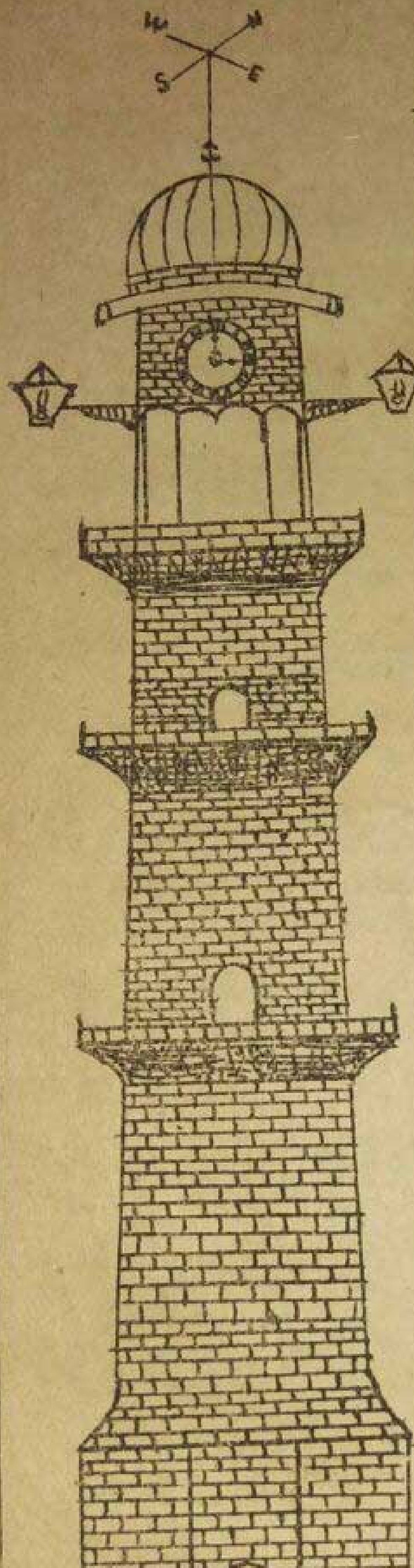

منارۃ المسیح قادیان کا نقشہ جو مرزا صاحب کی طرف سے بنایا جانا تھا

کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے اور وہ منارہ تین کاموں کیلئے مخصوص ہو:-

اوّل یہ کہ تا مؤذن اُسپر چڑھکر پنج وقت بانگ نماز دیا کرے اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن رات میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو اور تا مختصر لفظوں میں پنجوقت ہماری طرف سے انسانوں کو یہ ندا کی جائے کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہئے صرف وہی خدا ہے جسکی طرف اسکا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رہنمائی کرتا ہے اُس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں کوئی خدا نہیں۔

دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائیگا جس کی قریباً ایک سو روپیہ یا کچھ زیادہ قیمت ہوگی یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے دور دور جائیگی۔

تیسرا مطلب اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانسو روپیہ کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائیگا تا انسان اپنے وقت کو پہچانیں اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔ × × × –

اب اے دوستو! یہ منارہ اس لئے تیار کیا جاتا ہے کہ تا حدیث کے موافق مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار ہو اور نیز وہ عظیم پیش گوئی پوری ہو جائے جسکا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے کہ سُبْحَانَ الَّذِی اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِی بَارَکْنَا حَوْلَہٗ اور جس کے منارہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے کہ مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا" (اشتہار چندہ منارہ منارۃ المسیح صب وث)

یہ اشتہار ۱۵-۱ اوراق کلاں پر ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو شائع ہوا تھا دس ہزار روپے کی لاگت بتلائی گئی تھی جس میں سے بہت سا روپیہ عقل کے اندھوں سے وصول بھی ہوا لیکن دجال اکبر کا پیٹ کوئی ایسا چھوٹا نہ تھا جو اتنے سے بھر جاتا۔ آپ سب کچھ ہضم کر گئے۔ مگر کبھی ڈکار تک نہ لیا۔

ہائے افسوس! اس منارہ کا نقشہ آجتک اپنے بانی کی یادگار میں رہا ہے نہ وہ منارہ بنا نہ اسکے پاس مسیح موعود نازل ہوا۔ آہ ؎

جو آرزو ہے اسکا نتیجہ ہے انفعال ✤ اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

منشی سعد اللہ مرحوم لودھانوی کی بابت

منشی سعد اللہ صاحب مرحوم ایک جوشیلے نو مسلم دیندار تھے خدا انکو بخشے اور انکی اولاد کو صالح رکھے آپ لودھانہ میں رہتے تھے گورنمنٹ پنشنر تھے طبیعت میں ذوق شاعری بھی تھا۔ مرزا کے اول مخالفین میں تھے اس لئے مرزا صاحب نے حسب عادت تنگ آکر ان کے حق میں بھی پیشگوئی کی پھلجھڑی چھاڑ دی جو درج ذیل ہے:۔

"یہ گیارھواں اعتراض وہ ہے جو ایک ہندو زادہ سعد اللہ نام لودھانہ نے اپنے اشتہار ۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء میں لکھا ہے ... حق سے برگشتہ ... اے مردار دیکھیگا کہ تیرا کیا انجام ہوگا اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہا ہے بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت الہام ہوا ہے اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ" (اشتہار انعامی تین ہزار۔ مجریہ ۵۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء)

اس الہام میں دجال اکبر نے منشی صاحب مرحوم کی بابت ابتر کی پیش گوئی کی ہے اور ابتر